از عدالت اعظمیٰ

سارت چندر رابھا وغیرہ

بمقابلہ۔

کھگیندر ناتھ وغیرہ۔

تاریخ فیصلہ ستمبر 8 سالِ 1960:

(بی پی سنہا، سی جے، جے ایل کپور، پی بی گجیندر گڈکر، کے سبّا راؤ اور کے این وانچو، جے۔)

الیکشن ڈسپیوٹ-ڈسکوالیفیکیشن-عدالت کے ذریعے نامزدگی کے کاغذات کو مسترد کرنا-حکومت کے ذریعے سزا کو معاف کرنا، اگر عدالت کے ذریعے سزا کو کم کرنے کے طور پر کام کرتا ہے-ثابت شدہ حقائق سے بدعنوان عمل کے لیے رضامندی کا تخمینہ، اگر حقیقت اور قانون کی مخلوط سوال ہو تو عوامی قانون 1951 (1951 کا 43)، ایس ایس۔ 7 (ب)، 100 (1) (ب)-کوڈ آف کریمنل پروسیجر (1898 کا ایکٹ پنجم)، ایس۔ 401.

آسام قانون ساز اسمبلی کے انتخاب کے لیے اپیل کنندہ کا کاغذات نامزدگی ریٹرننگ آفیسر نے نااہل ہونے کی بنیاد پر مسترد کر دیا تھا۔سیکشن 7-b کے تحت عوامی نمائندگی ایکٹ 1951،جس میں اسے مجرم قرار دیا گیا تھا اور اس کے تحت تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی تھی۔سیکشن 4-B دھماکہ خیز مواد ایکٹ (1908 کا ششم) اور اس کی رہائی کے بعد پانچ سال ختم نہیں ہوئے تھے۔اپیل کنندہ نے مذکورہ نااہلی کو ہٹانے کے لیے الیکشن کمیشن میں درخواست دی تھی لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔تاہم، اپیل کنندہ کی سزا حکومت آسام کے ذریعے معاف کر دی گئی تھی۔401 ضابطہ فوجداری اور وہ مدت جس کے لیے وہ اصل میں جیل میں تھا، دو سال سے بھی کم تھی۔الیکشن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کر دیا گیا

تھا۔سیکشن 7-B عوامی نمائندگی ایکٹ اور یہ کہ ان کا کاغذات نامزدگی صحیح طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔ یہ سیکشن عدالت کی طرف سے سزا اور سزا اور سزا کی معافی کے حکم کے بارے میں بات کرتا ہے۔ 401 کوڈ آف کریمنل پروسیجر، مفت معافی کی منظوری کے برعکس، سزا یا سزا کو ختم نہیں کر سکتا۔اس طرح کا حکم ایک انتظامی حکم ہے جو محض سزا پر عمل درآمد کو متاثر کرتا ہے اور عدالت کے حکم کے مطابق، اپیل یا نظر ثانی میں، ٹرائل کورٹ کی طرف سے منظور کردہ سزا کو کم کرتا ہے۔

مزید کہا گیا کہ اس بارے میں ایک اندازہ کہ آیا ایک کامیاب امیدوار بدعنوان عمل کے لیے رضامند فریق تھا

100 سیکشن (1)(B) ثبوت پر پائے جانے والے حقائق سے متعلق قانون کا قانون حقیقت کا سوال تھا نہ کہ حقیقت اور قانون کا مخلوط سوال۔

میناکشی ملز، مدورائی بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، مدراس، [1956] ایس سی آر 691، کا حوالہ دیا گیا۔

وانچو جے۔

یہ ایک انتخابی معاملے میں آسام ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر اپیل ہے۔آسام قانون ساز اسمبلی کے لیے گولپارہ کے دورکنی حلقے میں انتخابات ہوئے۔19 جنوری 1957 کو انیرام بسومتاری (جسے اس کے بعد اپیل کنندہ کہا جاتا ہے) سمیت متعدد افراد نے کاغذات نامزدگی داخل کیے تھے۔وہ درج فہرست قبائل کے لیے مخصوص نشست کے لیے امیدوار تھے۔اپیل کنندہ کا کاغذات نامزدگی ریٹرننگ افسر نے اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اسے اس کے تحت نااہل قرار دیا گیا تھا۔7 (ب) عوامی نمائندگی ایکٹ، نمبر۔ 1951 کا XL,III، (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے)۔ووٹنگ 25 فروری 1957 کو ہوئی، اور کھگیند رناتھ اور حکیم چندر رابھا منتخب ہوئے، مؤخرالذکر ایک درج فہرست قبیلے کے رکن تھے۔اس کے بعد ایک ووٹر کی طرف سے ایک انتخابی درخواست دائر کی گئی جس میں کئی بنیادوں پر دو کامیاب امیدواروں کے انتخاب کو چیلنج کیا گیا۔تاہم، ان بنیادوں میں سے اب صرف دو ہی ٹھوس ہیں، یعنی (1) کہ

کا کاغذ غلط طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔ دوسرے نکتے پر اس کا مؤقف تھا کہ مبینہ بدعنوان عمل ثابت نہیں ہوا تھا۔ نتیجے میں، ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں کامیاب امیدواروں کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی۔ ہائی کورٹ کا خیال تھا کہ اپیل کنندہ کے نامزدگی اور دیگر کاغذات کو مناسب طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا؛ مزید بدعنوان عمل کے سوال پر ہائی کورٹ وانچو جے نے ٹریبونل کے نتیجے سے اتفاق کیا۔ نتیجے میں اپیل کی اجازت دی گئی اور انتخابی درخواست کو مسترد کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے سرٹیفکیٹ کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست کی گئی جو منظور کر لی گئی؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے بنیادی دلیل یہ ہے کہ ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچنے میں غلط تھی کہ اپیل کنندہ کا کاغذات نامزدگی مناسب تحت سیکشن (b)-7 مسترد کر دیا گیا تھا . قانون کے تحت۔ اس شق میں کہا گیا ہے کہ کوئی شخص پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان یا کسی ریاست کی قانون ساز اسمبلی یا قانون ساز کونسل کے رکن کے طور پر منتخب ہونے کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا اگر اسے ہندوستان کی کسی عدالت نے کسی جرم کا مجرم قرار دیا ہو اور اسے کم از کم دو سال قید کی سزا سنائی جائے، جب تک کہ پانچ سال کی مدت، یا اتنی کم مدت جو الیکشن کمیشن کسی خاص معاملے میں اجازت دے، اس کی رہائی کے بعد گزر چکی ہو۔ اس معاملے میں اپیل کنندہ کو تحت (b)4 سزا سنائی گئی تھی۔ دھماکہ خیز مواد ایکٹ نمبر VI۔ 1908، اور 10 جولائی 1953 کو تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔ اس معاملے میں کاغذات نامزدگی جنوری 1957 میں دائر کیا گیا تھا اور انتخابات فروری 1957 میں ہوئے تھے اور اس لیے ان کی رہائی کو پانچ سال بھی نہیں گزرے تھے۔ لیکن اگرچہ اپیل کنندہ کو تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی تھی، لیکن اس کی سزا کو حکومت آسام نے 8 نومبر 1954 کو دفعہ 401 ضابطہ فوجداری کے تحت معاف کر دیا تھا۔ 401 کوڈ آف کریمنل پروسیجر کے تحت انہیں 14 نومبر 1954 کو رہا کیا گیا۔ انتخابی ٹریبونل کے سامنے اپیل کنندہ کی دلیل یہ تھی کہ اس معافی کے پیش نظر اس کی سزا کو مؤثر طریقے سے کم کر کے دو سال سے بھی کم کر دیا گیا تھا اور اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے معنی میں اسے

میں دو دلائل دیے گئے کہ اپیل کنندہ کا کاغذات نامزدگی مناسب طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔سب سے پہلے،اس بات پر زور دیا گیا کہ آئین کے آرٹیکل 72، 73، 161 اور 162 کی دفعات کے پیش نظر اس کے ساتھ پڑھیں۔سیکشن 401 ضابطہ فوجداری کے تحت، ریاستی حکومت کو اپیل کنندہ کی سزا معاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا؛ اور دوسرا یہ کہ اگر معافی مناسب طریقے سے دی گئی تو بھی اس سے عدالت کی طرف سے عائد سزا متاثر نہیں ہوگی، حالانکہ اپیل کنندہ کو معافی کے حکم کی تاریخ کے بعد سزا کا کچھ حصہ نہیں گزارنا پڑا ہوگا۔ہائی کورٹ نے اس معاملے میں معافی دینے کے ریاستی حکومت کے اختیار کے بارے میں سوال کا فیصلہ نہیں کیا کیونکہ اس کے سامنے مکمل مواد نہیں تھا کیونکہ معاملہ ٹریبونل کے سامنے نہیں اٹھایا گیا تھا، حالانکہ اس کا خیال تھا کہ ریاستی حکومت کے پاس ایسا اختیار نہیں ہوسکتا۔لیکن ہائی کورٹ کی رائے تھی کہ سزا کی معافی کا اثر آزاد معافی کے برابر نہیں ہے اور اس کا اثر اپیل کنندہ کو دی گئی سزا کو تین سال سے کم کر کے دو سال سے کم کرنے کا نہیں ہے، حالانکہ اپیل کنندہ معافی کے حکم کی وجہ سے دو سال سے بھی کم عرصے تک جیل میں رہا ہوگا۔ٹو پیاں۔

7(b) یہ بتاتا ہے کہ ہندوستان میں کسی بھی جرم کے لیے عدالت کی طرف سے سزا اور کم از کم دو سال قید کی سزا ہونی چاہیے تاکہ کسی شخص کو پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان یا قانون ساز اسمبلی یا کسی ریاست کی قانون ساز کونسل کے رکن کے طور پر منتخب ہونے کے لیے نااہل قرار دیا جاسکے۔اس لیے شرائط کے لحاظ سے یہ شق اپیل کنندہ کے معاملے پر لاگو ہوتی ہے کیونکہ اسے ہندوستان کی ایک عدالت نے مجرم قرار دیا تھا اور اسے دو سال سے زیادہ قید کی سزا سنائی گئی تھی۔اس کے علاوہ ان کی رہائی کے بعد پانچ سال کی مدت ختم نہیں ہوئی تھی۔اپیل کنندہ نے نااہلی کو ہٹانے کے لیے الیکشن کمیشن میں درخواست دی تھی لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔اس لیے اہم سوال جو غور کے لیے آتا ہے وہ ہے کیا معافی کے حکم کا اثر میں سزا کو اسی طرح کم کرنا ہے جس طرح کسی اپیل کنندہ یا نظر ثانی شدہ فوجداری عدالت کے حکم میں اثر ٹرائل کورٹ عدالت کی طرف سے منظور کردہ سزا کو اس حد تک کم کرنا ہے جس حد تک اپیل کے حکم میں اشارہ کیا گیا ہے

ہے۔ یہ اسے، جیسا کہ تھا، ایک نیا آدمی بناتا ہے: (ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین، جلد دیکھیں۔ VII، تیسرا ایڈیشن۔ ,244 پیرا529)۔لیکن ایک ہی اثر محض معافی پر نہیں پڑتا ہے جو مکمل طور پر مختلف سطح پر کھڑا ہوتا ہے۔سب سے پہلے، معافی کا حکم جرم کو ختم نہیں کرتا؛ یہ سزا کو بھی ختم نہیں کرتا ہے۔اس سے صرف سزا پر عمل درآمد پر اثر پڑتا ہے؛ اگرچہ عام طور پر ایک سزا یافتہ شخص کو عدالت کی طرف سے عائد کی گئی پوری سزا پوری کرنی ہوگی، لیکن اسے سزا کے اس حصے کے حوالے سے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے جسے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس طرح معافی کا حکم کسی بھی طرح سے عدالت کے حکم میں مداخلت نہیں کرتا ہے۔ یہ صرف عدالت کی طرف سے منظور کردہ سزا پر عمل درآمد کو متاثر کرتا ہے اور سزا یافتہ شخص کو عدالت کی طرف سے دی گئی قید کی مکمل مدت سے گزرنے کی ذمہ داری سے آزاد کرتا ہے، حالانکہ عدالت کی طرف سے منظور کردہ سزا اور سزا کا حکم اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔معافی دینے کا اختیار انتظامی اختیار ہے اور اس کا اثر یہ نہیں ہوسکتا کہ اپیلٹ یا نظر ثانی عدالت کے حکم سے ٹرائل کورٹ کی طرف سے منظور کردہ سزا کو کم کیا جائے اور اس کی جگہ اپیلٹ یا نظر ثانی عدالت کی طرف سے دی گئی کم سزا کو تبدیل کیا جائے۔ یہ فرق ویٹرس" آئینی قانون" کے مندرجہ ذیل حصے صفحہ نمبر 176 پیرا نمبر:134 "عدالت کی طرف سے سزا دینے والے فیصلے کے خلاف معافی اور معافی کے اثرات پر اچھی طرح سے سامنے لایا گیا ہے قانون کے ذریعہ مقرر کردہ سزا۔معافی اس طرح کی سزا کی معافی ہے۔جسٹس سدر لینڈ نے مشاہدہ کیا کہ دونوں ایگزیکٹو افعال کا استعمال ہے اور اسے سزاؤں پر عدالتی طاقت کے استعمال سے ممتاز کیا جانا چاہیے' کی سیاسی طاقت اور سزاؤں پر ایگزیکٹو طاقت میں آسانی سے فرق کیا جا سکتا ہے،' جسٹس سدر, لینڈ نے مشاہدہ کیا،" فیصلہ دینا ایک عدالتی کام ہے" فیصلے کو عملی جامہ پہنانا ایک انتظامی کام ہے" معافی کے عمل کے ذریعے کسی سزا کو مختصر کرنا ایگزیکٹو پاور کا استعمال ہے جو فیصلے کے نفاذ کو کم کرتا ہے لیکن اسے فیصلے کے مطابق تبدیل نہیں کرتا ہے۔" اگرچہ، لہذا، معافی کے حکم کا اثر قید کی سزا کے اس حصے کو مٹا دینا ہے جس کی مدت پوری نہیں ہوئی ہے اور اس طرح عملی طور پر سزا کو پہلے سے گزری ہوئی مدت تک کم کرنے کے لیے، قانون میں معافی کے حکم کا محض یہ مطلب ہے کہ باقی سزا کو ختم کرنے کی

دیا گیا تھا اور درحقیقت اس نے صرف تقریبا سولہ ماہ کی قید کی سزا پوری کی تھی، اس نے کسی بھی طرح سے عدالت کی طرف سے منظور کردہ سزا اور سزا کے حکم کو متاثر نہیں کیا جو پہلے جیسا ہی رہا۔لہذا شرائط۔7(b) موجودہ معاملے میں مطمئن ہوگا اور اپیل کنندہ کو مجرم قرار دے کر تین سال کی سخت قید کی سزا سنائے جانے کی وجہ سے نااہل قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس کی رہائی کو پانچ سال نہیں گزرے تھے اور چونکہ الیکشن کمیشن نے اس کی نااہلی کو نہیں ہٹایا تھا۔

(اب ہم ایسے متعدد مقدمات کا حوالہ دے سکتے ہیں جن پر اپیل کنندہ کی جانب سے انحصار کیا گیا ہے۔ وینکٹیش یشونت دیشپانڈے بمقابلہ شہنشاہ (1) میں، بوس، جے (جیسا کہ وہ اس وقت تھے)، مندرجہ ذیل اے ٹی پی کے طور پر مشاہدہ کیا گیا۔530:

"معافی کے حکم کا اثر سزا کے بھیجے گئے حصے کو مکمل طور پر مٹا دینا ہے نہ کہ صرف اس کے عمل کو معطل کرنا۔ معطّلی (1) اے آئی آر 1938 ناگ۔513۔

کے لیے علیحدہ طور پر فراہم کیا جاتا ہے۔

"درحقیقت، انگلینڈ میں کی معافی کے معاملے میں قانونی اور سزا کے بعد دیگر نااہلی کو ہٹا دیا جاتا ہے اور معاف شدہ شخص کو کسی بھی ایسے شخص کے خلاف کارروائی برقرار رکھنے کے قابل بنایا جاتا ہے جو بعد میں اسے اس جرم کے سلسلے میں بدنام کرتا ہے جس کے لیے اسے سزا سنائی گئی تھی۔ناجو یہاں مکمل طور پر لاگو نہیں ہو سکتے لیکن معافی کے حکم کا اثر یقینی طور پر قیدی کو ایک مخصوص تاریخ پر اس کی آزادی کا حقدار بنانا ہے"

اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اگر معافی کے حکم کا اثر سزا کے بھیجے گئے حصے کو مکمل طور پر مٹا دینا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کو کم کر کے پہلے سے گزری ہوئی مدت تک کر دیا گیا ہے اور معافی کے حکم کا وہی اثر ہوتا ہے جو اپیلٹ یا نظر ثانی عدالت کے حکم سے سزا کو پہلے سے گزری ہوئی مدت تک کم کرنے کا ہوتا ہے۔تاہم، اس معاملے میں ایک مختلف نقطہ نظر سے نمٹا گیا، یعنی، کیا معافی دی گئی ہے اور اس کے بعد اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔اسی تناظر میں یہ مشاہدات کیے

سے منظور کردہ سزا کو تبدیل کرنے اور اس وجہ سے معافی کے حکم کے بعد رہائی کی تاریخ تک پہلے سے گزر چکی قید کی سزا کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے۔

متعدد انتخابی مقدمات کا بھی حوالہ دیا گیا جس میں اپیل کنندہ کی جانب سے جس رائے پر زور دیا گیا ہے وہ لیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ہم ان میں سے صرف ایک کا حوالہ دے سکتے ہیں، یعنی گنڈا سنگھ بمقابلہ سمپورن سنگھ (1)، جس نے خاص طور پر اس نکتے پر توجہ دی ہے۔اس معاملے میں نابھا کے مہاراجہ کی طرف سے ایک حکم منظور کیا گیا جس میں پن جب پبلک سیفٹی ایکٹ 1947 کے تحت حراست میں لیے گئے یا سزا یافتہ تمام سیاسی قیدیوں کو معافی دی گئی، جیسا کہ نابھا ریاست پر لاگو ہوتا ہے، اور انہیں غیر مشروط طور پر رہا کیا گیا۔اسی حکم نامے میں ایک خاص پیمانے پر (1) (1953) پر سیاسی جرائم کے علاوہ دیگر جرائم کے لیے سزا یافتہ افراد کو معافی دینے کا بھی التزام کیا گیا۔اس معاملے میں کامیاب امیدوار کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت دو سال سے زیادہ کی سخت قید کی سزا سنائی گئی، جیسا کہ ریاست نابھا پر لاگو ہوتا ہے، اور اس طرح وہ ایک سیاسی قیدی تھا۔اس لیے اسے دو سال قید کی سزا پوری کرنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا۔اس معاملے میں انتخابی درخواست کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ کامیاب امیدوار کو اس کے تحت نااہل قرار دیا گیا تھا۔ 7 (ب) اس کی سزا اور سزا کے پیش نظر ایکٹ اور الیکشن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ حکومت (ایگزیکٹو اتھارٹی) کی طرف سے معافی کا وہی اثر ہوتا ہے جو عدالت نے اپیل میں یا نظر ثانی پر منظور کیا تھا اور جو اس پر زور دیتا ہے۔ 7 قانون کے تحت عدالت کو کسی شخص پر عائد سزا کی رقم کو دیکھنا ہوتا ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سزا کو عدالت نے اپیل پر کم کیا تھا یا نظر ثانی کے ذریعے یا حکومت کے زیر اختیار اختیارات کے ذریعے۔ 401 ضابطہ فوجداری مطابق، دونوں صورتوں میں اثر ایک جیسا تھا۔ہماری رائے ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے، حالانکہ شاید اس کیس کے حقائق پر ٹریبونل کا حکم درست تھا کیونکہ ایسا لگتا ہے کہ سیاسی قیدیوں کو نابھا کے حکمران نے معافی دی تھی نہ کہ محض معافی کے تحت۔ 401 ضابطہ فوجداری۔ہم اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ حکومت کی طرف سے معافی کا وہی اثر ہوتا ہے جو عدالت کی طرف سے اپیل یا نظر ثانی پر منظور کیا جاتا ہے۔یہ سچ ہے دفعہ (b)-7) ایکٹ کے تحت کسی کو عائد کی گئی سزا کو دیکھنا ہوگا؛ لیکن یہ

پر نیچے دی جاتی ہے۔ 401 ضابطہ فوجداری جس کا قانون میں عدالت کی طرف سے عائد سزا کو کم کرنے کا اثر نہیں ہے، حالانکہ اس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ سزا یافتہ شخص کو عدالت کی طرف سے عائد سزا سے کم قید کا سامنا کرنا پڑے۔ معافی کا حکم عدالت کی طرف سے عائد سزا پر عمل درآمد کو متاثر کرتا ہے لیکن سزا کو اس طرح متاثر نہیں کرتا، جو معافی کے حکم کے باوجود وہی رہتا ہے جو وہ تھا۔ یہ بھی یاد رکھنا بہتر ہے کہ

دفعہ (b)-7 عدالت کی طرف سے میں منظور کی گئی سزا اور سزا کے بارے میں بات کرتا ہے؛ یہ اس قید کی مدت کے بارے میں بات نہیں کرتا ہے جو حقیقت میں مجرموں نے برداشت کی تھی۔ دوسرے انتخابی مقدمات جن کی طرف اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہماری توجہ مبذول کرائی تھی، وہ بھی اسی طرح کے ہیں اور یہ سب ہماری رائے میں غلط فیصلہ کیا گیا۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ کا یہ خیال درست تھا کہ اپیل کنندہ کے کاغذات نامزدگی کو مناسب طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اگلی دلیل یہ ہے کہ ہائی کورٹ اور ٹریبونل دونوں نے اس بات کو غلط قرار دیا کہ معنی کے اندر ایک بدعنوان عمل ہے دفعہ 100 (1) (b) ساتھ پڑھیں۔ 123 (5) اس معاملے میں ثابت نہیں ہوا تھا۔ اپیل کنندہ کا معاملہ یہ تھا کہ ووٹرز کو تجرباتی طور پر آگے بڑھا کر لے جایا جاتا تھا۔ انتخابی مہم کے انچارج بریندر کمار ناتھ کی طرف سے ووٹنگ بوتھوں تک گاڑیاں۔ کانگریس پارٹی اور بھولرام سرکار کی جانب سے مہم چلائی جو دھوپ دھارا کی پرائمری کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔ کامیاب امیدوار دونوں کانگریس پارٹی کے امیدواروں کے طور پر الیکشن لڑ رہے تھے اور اس لیے میکانکی طور پر چلنے والی گاڑیوں میں ووٹرز کو لے کر ووٹنگ بوتھ تک پہنچنے والے ان دو افراد نے کامیاب امیدواروں کے ایجنٹوں کے طور پر اور ان کی رضامندی سے ایسا کیا۔ ہائی کورٹ کے ساتھ ساتھ الیکشن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ اگرچہ بریندر کمار ناتھ اور بھولرام سرکار کو انتخابات کے مقاصد کے لیے کامیاب افراد کے ایجنٹ سمجھا جاسکتا ہے اور اگرچہ ووٹرز کو ووٹنگ بوتھوں تک پہنچانے کے لیے ایجنٹوں کے ذریعے میکانکی طور پر چلنے والی گاڑیوں کی خدمات حاصل کرنا ثابت ہو چکا ہے، لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ کامیاب

کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور حالات قائل طور پر اس نتیجے پر نہیں پہنچتے کہ زیر بحث بدعنوان عمل کامیاب امیدواروں کے علم اور رضامندی سے انجام دیا گیا تھا۔اس سوال پر ہائی کورٹ اور ٹریبونل کے اس ہم آہنگی کے نتیجے کے پیش نظر، یعنی، آیا اس بدعنوان عمل کو انجام دینے کے لیے کامیاب امیدواروں کی رضامندی، اظہار یا مضمر تھی، ہماری رائے میں اب اپیل کنندہ کے لیے کا دعوی کرنا بے کار ہے کہ رضامندی کا اظہار یا مضمر تھا، جیسا کہ کی طرف سے ضروری تھا۔100(1)(b) یہ نتیجہ کہ آیا حقائق اور حالات سے رضامندی تھی یا نہیں، ثابت کیا، اب بھی دوسرے حقائق اور حالات سے حقیقت کا اندازہ ہے اور یہ قانون کا سوال نہیں ہوسکتا جیسا کہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے زور دیا ہے۔اس سلسلے میں میناکشی ملز، مدورائی بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، مدراس (1) کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، جہاں یہ قرار دیا گیا تھا کہ حقیقت کا نتیجہ، یہاں تک کہ جب یہ ثبوت پر پائے جانے والے دیگر حقائق سے نتیجہ ہے، قانون کا سوال نہیں ہے اور یہ کہ اس طرح کا نتیجہ قانون کا سوال تب ہی ہوسکتا ہے جب تعین کا نقطہ قانون اور حقیقت کا مخلوط سوال ہو۔موجودہ معاملے میں واحد سوال یہ ہے کہ آیا بدعنوان عمل امیدواروں کی رضامندی سے انجام دیا گیا تھا، چاہے وہ واضح ہو یا مضمر، اور یہ سوال کہ آیا اس معاملے کے حالات میں ایسی رضامندی دی گئی تھی، حقیقت کا سوال ہے اور قانون اور حقیقت کا مخلوط سوال نہیں ہے اور اس لیے ہائی کورٹ کے ساتھ ساتھ ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ ہماری رائے میں کوئی رضامندی، یا تو اظہار یا مضمر نہیں تھی، اس معاملے کو ختم کرتا ہے۔اس نقطہ میں بھی کوئی قوت نہیں ہے۔اس لیے اپیل ناکام ہوجاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کردی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کردی گئی۔